Digitized by khalafat Library Rabwah

بچوں اور

شہید لاہور

ابو

(ایڈیٹر)
محمد شفیق ق

شہادت 1356 ہش
اپریل 1977ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

جسے بڑے بھی پورے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں

Digitized by khalafat Library Rabwah

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

شہادت ہشی ۱۳۵۶

اپریل سنہ ۱۹۷۷ء

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصر

ناشرین

- نصیر احمد قمر
- عبدالسمیع خان

• پبلشر:— محمد شفیق قیصر • پرنٹر:— سید عبدالحیی

• مطبع:— ضیاء الاسلام پریس - ربوہ

• مقام اشاعت:— دفتر ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" - دارالصدر جنوبی ربوہ

چندہ سالانہ دس روپے

قیمت ایک روپیہ

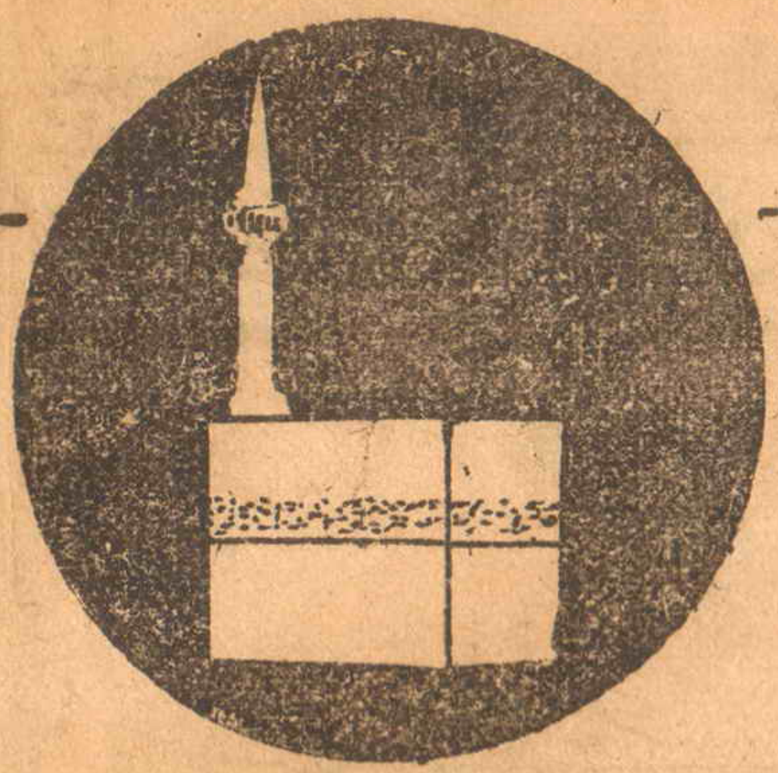

Digitized by khalafat Library Rabwah

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

رسولؐ پر ایمان

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" (النسآء: ۱۳۷)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ پر (بھی ایمان لاؤ)

ایک ہی آیت میں اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ہی رسولؐ پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔

وہ اللہ جس نے اپنے بندوں کے لئے زمین و آسمان بنایا۔ طرح طرح کے اناج، میوے اور پھل پیدا کئے۔ پہننے کے لئے رنگ برنگ کے کپڑے بنائے۔ زمین میں قسم قسم کے سبزے اور پھول اگائے ——— ہمیں بنایا ——— اور جس نے ہماری دنیا کی ہر چیز بنائی ہمارے آرام اور راحت کا ہر طرح خیال رکھا۔ اسی اللہ نے ہمیں سچا راستہ دکھلانے ——— اور اپنا حکم بتلانے کے لئے ——— اپنی عبادت اور بندگی کا طریق سکھلانے اور اپنے حکم کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے بھی سامان کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم بتلانے کے لئے۔ اپنی عبادت کا طریقہ سکھلانے کے لئے اپنی رضاء اور خوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ بتلانے کے لئے اپنے حکم کے مطابق زندگی گزارنے اور بسر کرنے کا طریق ظاہر کرنے کے لئے اپنے رسولوں کو بھیجا ——— رسولؐ، اللہ تعالیٰ کا پیغام لاتے ہیں اور دنیا والوں کو خدا کا یہ پیغام سناتے ہیں ———

اللہ تعالیٰ رسولوں کو اپنی عبادت کا طریقہ سکھلاتا ہے ——— اپنی رضا حاصل کرنے کا طریقہ بتلاتا ہے۔ رسول اللہ تعالیٰ کے حکموں پر بخوبی پورے طور پر عمل کرتے ہیں۔ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے بلاتے ہیں اور سب کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طریقہ سکھاتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں سے بہت پیار کرتا ہے اور اسی پیار کی وجہ سے وہ دنیا میں ایسے آدمی بھیجتا رہا ہے اور بھیجتا رہے گا جو بندوں کو اس کے حکم سے وہ باتیں بتلائیں جن سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اُن باتوں سے روکیں جو اُسے پسند نہیں ہیں۔ ان آدمیوں کو رسول اور نبی کہتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے بندوں کو خدا کے جو حکم ملتے ہیں ان کو دین اور شریعت کہتے ہیں۔ یہ رسول خدا کے سچے اور تابعدار بندے ہوتے ہیں۔ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے رسول بھیجے ہیں۔ ان سب کا ماننا اور ان سب کو

Digitized by khalafat Library Rabwah

اپنا رسول جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے ——— ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱,۲۴,۰۰۰) انبیاء دنیا میں آئے۔ چند بڑے بڑے نبیوں کے نام یہ ہیں:۔ حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت عیسیٰؑ علیہم السلام

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب رسولوں کے سردار ہیں اور آپؐ آخری شریعت لانے والے نبی ہیں۔ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا جو نئی شریعت لانے والا ہو۔

ہم سب رسولوں کی عزت کرتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں کا سردار اور خاتم النبیینؐ مانتے ہیں ———

(محمد شفیق قیصر)

○

میں کیا چاہتا ہوں؟

نہ پوچھو مجھے تم کہ کیا چاہتا ہوں
"ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں"

نہ مسند، نہ منبر کی خواہش ہے مجھ کو
فقط اک کرم کی نگہ چاہتا ہوں

نہ بھٹکوں میں منزل سے ہرگز کبھی بھی
میں ایسی ہی راہِ ہدیٰ چاہتا ہوں

ہوں کمزور، عاجز، گنہگار بندہ
مگر اس کی بخشش، پناہ چاہتا ہوں

——— نصیر احمد قمر۔ متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ ———

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

قَالَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

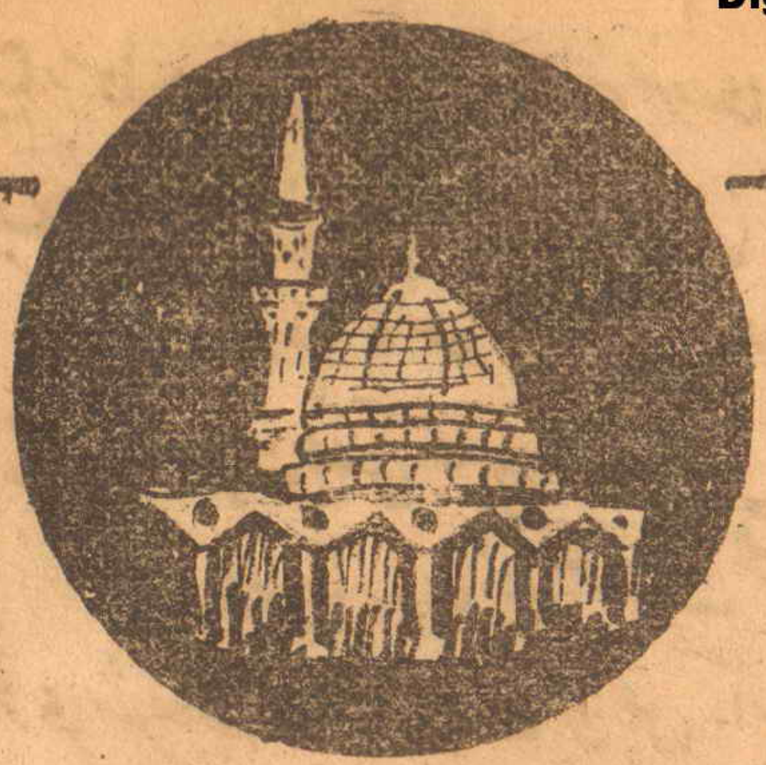

صدقہ و زکوٰۃ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مختلف رنگ میں سوال کرے گا۔ کسی سے یہ سوال کرے گا کہ ——— "میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا" ——— کسی سے یہ سوال پوچھے گا کہ ——— "میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہ پلایا" ——— کسی سے اس امر کے متعلق پوچھا جائے گا کہ ——— "میرے پاس کپڑا نہ تھا تو نے مجھے نہ پہنایا۔" ——— ہر شخص متعجب ہو کر جواب دے گا کہ "اے باری تعالیٰ۔ تو بھلا کسی کا محتاج ہو سکتا ہے؟ تو تو تمام خزانوں کا مالک ہے" ——— اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ "دیکھو! ——— میرا فلاں بندہ بھوکا تھا اگر تو اُس کو کھانا کھلا دیتا تو مجھے یقیناً وہاں پاتا ——— میرا فلاں بندہ پیاسا تھا اگر تو اُسے پانی پلا دیتا تو ضرور مجھے اس کے پاس پاتا ——— میرا فلاں بندہ جس کے پاس کپڑا نہ تھا تو نے اسے کپڑا نہ پہنایا۔ اگر تم اُسے کپڑا پہناتے تو مجھے ضرور وہاں پاتے"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو فوراً مجھے وہاں پاتا۔ اللہ کو اپنی غریب مخلوق سے کس قدر محبت ہے اور اس کی ضروریات نہ پوری کرنا اللہ تعالیٰ کی ضروریات نہ پوری کرنا ہے۔ اس لئے آپ غریب لوگوں کی جتنی مدد کر سکیں۔ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مال ہو پاس تو دو اس سے زکوٰۃ و صدقہ
فکرِ مسکیں رہے تم کو غمِ ایام نہ ہو

(از الفضل ۵ ستمبر ۱۹۷۰ء)

——— بشارت احمد خالد۔ ۹۸ ش سرگودھا ———

Digitized by khalafat Library Rabwah

اداریہ

اپریل فول

ہمارے ملک اور دنیا کے دوسرے بہت سے ملکوں میں "اپریل فول" رسم کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ یہ بہت ہی گندی رسم ہے اور اسلام سے اس کو دور کا بھی تعلق نہیں۔ ہم جو حقیقی اسلام پر کاربند ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نمونہ پر ہر دم چلنے کی فکر کرتے ہیں ہم اس قسم کی رسموں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس رسم کے ذریعہ جھوٹ بولنا جھوٹ سوچنا، اور جھوٹے کام کرنا، تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم سے جو ہماری مقدس کتاب ہے اور جس کے ہر حکم پر ہم دل و جان سے عمل کرتے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنے والے خدا تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتے ہیں اور وہ شیطان کے دوست ہوتے ہیں۔

قرآن کریم ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ جھوٹ نہ بولو بلکہ وہ لوگ جو جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کے ساتھ ملنا جلنا اور ان کی صحبت بھی چھوڑ دو۔ ان کو ہرگز اپنا دوست نہ بناؤ۔ ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ پھر قرآن کریم ہمیں یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ جب ہم کوئی بات کریں تو ہماری ہر بات محض سچائی ہو۔ ہنسی اور مذاق کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہیں ہونا چاہیئے۔

احمدی بچو! یہ عہد کرو کہ آپ ہمیشہ سچ بولیں گے اور "اپریل فول" کی گندی رسم جس میں ناحق جھوٹ بولنا پڑتا ہے کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اپریل فول کیسی بری رسم ہے کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے۔ یہ عیسائی تہذیب اور انجیلی تعلیم ہے۔" ("نور القرآن" صفحہ ۳۳)

ہماری کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ ہم اسلامی تہذیب پر عمل کریں جو ہمیشہ سچائی کا حکم دیتی ہے پس آپ خود بھی اور اپنے دوستوں کو بھی اس بری اور خلافِ اسلام رسم کو چھوڑنے کی تحریک کریں۔

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

احمدی بچوں کا ترانہ

جناب قیس مینائی نجیب آبادی - کراچی

محبت کے نغمات گائیں گے ہم
اخوت کی تانیں اڑائیں گے ہم

یہ صد سالہ جوبلی رچائینگے ہم
یہ جشنِ مبارک منائیں گے ہم

کدورت کی ہوں تلخیاں جس سے دور
وہ میٹھے ترانے سنائیں گے ہم

دلائل سے کثرت کو دینگے شکست
کہ وحدت کا پرچم اڑائیں گے ہم

خدائے تعالیٰ کی توفیق سے
زمانہ کی پگڑی بنائیں گے ہم

فلک در فلک ڈال دیں جو تناف
وہ پُر زور نعرے لگائیں گے ہم

فقط نعروں پر ہی نہیں انحصار
کہ پھیلا کے دیں بھی دکھائینگے ہم

جہاں تک نہ پہنچی ہو آوازِ حق
وہاں جا کے قرآں سنائیں گے ہم

مسلماں سے رکھتے ہیں جو دل میں کد
انہیں بھی مسلماں بنائیں گے ہم

یہ مانا کہ ہیں طفلِ مکتب ابھی
مگر کل جہاں کو پڑھائیں گے ہم

کسی سے نہیں ہے ہمیں دشمنی
کسی کا نہ دل تک دکھائیں گے ہم

کرے گا جو ہم پر کوئی ظلم و جور
تو اس کو بھی دل سے بھلائیں گے ہم

نہ دشمن سے لیں گے کبھی انتقام
شرافت کے جوہر دکھائیں گے ہم

جو کر دیں گے ہم دشمنوں کو معاف
تو اللہ سے اجر پائیں گے ہم

سنائیں گے جا جا کے نغماتِ قیس
یہی پریت کے گیت گائیں گے ہم

Digitized by khalafat Library Rabwah

قرآنی اسباق ۳

سچ ۔۔۔ اور ۔۔۔ جھوٹ

قرآن کریم خدا تعالیٰ کی کتاب ہے اور یہ ایک ایسی کتاب ہے جو انسانوں کو اچھی زندگی گزارنے کے طریق سکھاتی ہے۔ قرآنِ کریم میں بہت سے احکام بیان ہوئے ہیں۔ آج کے سبق میں چند قرآنی احکام بچوں کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ احمدی بچے ان احکام اور نصیحتوں کو اچھی طرح سمجھنے اور پھر ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان احکام کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو اس بات کا علم ہو کہ قرآن کریم کیوں نازل کیا گیا ہے اور قرآن کریم ہم سے کیا چاہتا ہے اور جو احکام قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں اس میں ہمارا اور تمام انسانوں کا کیا فائدہ ہے۔

گزشتہ شمارہ میں "راست گوئی" پر ایک مضمون دیا گیا تھا جس میں قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں آپ کو سمجھایا گیا تھا کہ راست بازی کیا ہے۔

اس سبق میں آپ کو یہ بتانا ہے کہ قرآن کریم نے بار بار جھوٹوں کی برائی کی ہے اور سچوں کی تعریف کی ہے۔ قرآنِ کریم ہمیں سچا بننے کا حکم دیتا ہے اور جھوٹ سے بچنے کی بار بار تاکید کرتا ہے۔ کبھی آپ نے سوچا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کی وجہ جاننے سے پہلے ضروری ہے کہ آپ کو یہ علم ہو کہ سچ اور جھوٹ کا مطلب کیا ہے؟

اس وقت آپ کے ہاتھ میں ماہنامہ تشحیذ الاذہان کا تازہ شمارہ ہے۔ جسے آپ پڑھ رہے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ رسالہ نہیں بلکہ ٹوپی ہے تو آپ کہیں گے۔ یہ شخص غلط بیانی سے کام لے رہا ہے کیونکہ اس کا رسالہ کو ٹوپی کہنا غلط اور اصلیت کے خلاف ہے وہ خواہ مخواہ ایک رسالے کو ٹوپی کہہ رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو بات بھی اصلیت کے مطابق اور ٹھیک ہوگی وہ سچ ہوتی ہے اور جو بات بھی اصلیت کے خلاف اور غلط ہو وہ جھوٹ ہوتی ہے۔

اس بات کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں کہ جھوٹ یا سچ صرف وہ بات ہی نہیں ہوتی جو زبان سے نکلے بلکہ وہ خیالات بھی جھوٹ ہی ہوتے ہیں جو اصلیت کے خلاف ہوں اور وہ کام بھی جھوٹ ہوتا ہے جو اصلیت کے دور ہو۔

اگر کوئی یہ سوچتا ہے کہ یہ دنیا جس میں ہم رہتے بستے، کھاتے پیتے ہیں۔ آپ سے آپ بن گئی ہے اور کوئی اس کا بنانے والا نہیں ہے تو وہ ایسی غلط بات سوچتا ہے جو اصلیت کے بالکل خلاف ہے۔ وہ اگرچہ زبان سے تو کچھ نہیں کہہ رہا لیکن اس کے دماغ میں ایسی

Digitized by khalafat Library Rabwah

بات چکر لگا رہی ہے جو غلط اور جھوٹ ہے۔

اسی طرح آپ نے دیکھا ہوگا کہ کئی آدمی پولیس کا لباس پہن کر اپنے آپ کو پولیس مین ظاہر کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتے لیکن وہ جھوٹے ہیں کیونکہ جو کام وہ کر رہے ہیں۔ وہ اصلیت کے مطابق نہیں۔ اس سے آپ کو یہ پتہ چل گیا کہ جھوٹ سوچا بھی جاتا ہے۔ جھوٹ بولا بھی جاتا ہے اور جھوٹ کیا بھی جاتا ہے۔

جو خیال، جو بات اور جو کام غلط ہو وہ دراصل جھوٹ ہی ہوتا ہے کیونکہ اصلیت کے مطابق نہیں ہوتا۔ اس لئے سچا آدمی وہ ہے جو ان تینوں قسم کے جھوٹ سے بچتا ہو اس کی نیت، اس کی بات اور اس کا کام سب ٹھیک اور درست ہو اور اصلیت کے مطابق ہو۔ آدمی جھوٹ اس وقت بولتا ہے جب اسے دکھائی دیتا ہے کہ سچ بولوں گا تو اسی وقت مجھے یہ نقصان پہنچ جائے گا اور جھوٹ بولوں گا تو کچھ وقت کے لئے فائدہ ہوگا۔ اگر سچ بولنے میں فائدہ ہو اور جھوٹ بولنے میں نقصان نظر آتا ہو تو کون بے وقوف ہے جو خواہ مخواہ جھوٹ بولے۔ ہر شخص سچ بولے گا۔ لیکن یہ کوئی کمال نہیں۔ بات تو جب ہے کہ اپنے فائدہ یا نقصان کا خیال کئے بغیر سچی بات کہہ دی جائے۔

فرض کرو کہ آپ کی غلطی سے گھر کا کوئی برتن ٹوٹ گیا امی نے پوچھا کہ یہ برتن کس نے توڑا ہے؟ تو آپ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں یا یہ کہہ دیتے ہیں کہ غلاں نے توڑا ہے۔

اب آپ کا یہ کہنا غلط بھی ہے اور اس لئے جھوٹ بھی ہے۔ آپ نے کبھی سوچا کہ یہ جھوٹ کیوں بولا گیا؟ اس لئے کہ آپ کو یہ ڈر تھا کہ اگر اس وقت میں نے سچ بولا تو ہو سکتا ہے امی جان خفا ہوں اور ساتھ ہی اس غلطی پر مار بھی پڑ جائے اسی ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ سے بچنے کے لئے جھوٹ بولا گیا لیکن اگر یہ یقین ہو کہ سچ بات کرنے سے نہ کوئی مار پڑے گی نہ ڈانٹ تو ظاہر ہے سچ بولنے میں کوئی روک نہیں ہوگی۔ اس وقت تو ہر کوئی سچ ہی بولے گا اور یہ کوئی کمال نہیں۔ کمال تو یہ ہے کہ آپ کو امی جان چاہے معاف کریں یا سزا دیں۔ کچھ بھی ہو آپ نے ہر حالت میں سچ بولنا ہے۔

سچ بولنے سے ممکن ہے چند بار آپ کو نقصان بھی اٹھانا پڑے لیکن آخر میں اس سے ایک بڑا فائدہ ہوگا یعنی لوگ آپ کو عزت کی نظروں سے دیکھیں گے اور تمہاری ہر بات پر اعتبار کریں گے لیکن دوسری طرف جھوٹا آدمی تو اگر سچی بات بھی کہے تو لوگوں کو یقین نہیں آتا۔ ایسے آدمی کی دوستی کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ آج آپ کی دوستی میں اسے اپنا فائدہ نظر آتا ہے تو وہ آپ کا دوست ہے کل اسے آپ کی دشمنی میں فائدہ دکھائی دے گا تو تمہارا دشمن بن جائے گا۔ ایسے شخص کے وعدہ کا بھی کیا اعتبار؟ وہ تو آپ پر کسی وقت جھوٹا الزام لگا کر آپ کو سزا بھی دلوا سکتا ہے۔ آپ کو زمانے میں بدنام اور رسوا بھی کر سکتا ہے۔ آپ کو دھوکا بھی دے سکتا ہے۔ غرض جو برائیاں چاہے کر سکتا ہے کیونکہ صرف جھوٹ کی عادت سے ہزار قسم کی برائیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن سچا آدمی اپنی ہر بات میں سچا ہوتا ہے اور فقط یہ ایک صفت بے شمار خوبیوں اور اچھائیوں کو سمیٹ لیتی ہے جب خدا سچا ہے۔ اس کے رسول سچے ہیں اس کی کتابیں سچی ہیں تو اس کے بندوں کو بھی سچا ہونا چاہیئے۔

سچا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سوچو تو ٹھیک بات سوچو بولو تو سچ بات بولو۔ کرو تو ٹھیک کام کرو۔ اسی لئے انسان اپنی

Digitized by khalafat Library Rabwah

لائق لڑکا

نو سال کی عمر میں اس لائق لڑکے نے قرآن شریف زبانی یاد کر لیا تھا۔ امی کا حج کے لئے تیار ہوا تو اس نے کہا۔ "ابّا جان! مجھے بھی ساتھ لے جایئے!"

اُس زمانہ میں حج کے لئے جانا آسان کام نہ تھا۔ راستہ میں ڈاکوؤں کا خوف، سفر کی مشکلات اور جس حالت میں اس چھوٹی سی عمر میں شریعت کی رُو سے اس پر حج فرض بھی نہ تھا۔ اس کو ساتھ لے جا کر مشکلات کا سامنا کرنا اور اس کی تکلیف کو دیکھ کر خود بھی پریشان ہونا کون سی عقلمندی تھی۔

اس لائق لڑکے کے والد نے اپنی بیوی سے ذکر کیا۔ بھلا وہ کب چاہتی تھی کہ اپنی آنکھوں کے نور کو اتنی چھوٹی سی عمر میں ایسے راستہ پر سفر کرنے کی اجازت دے۔ جہاں سفر کرنے سے بڑے بڑے عمر والوں کو بھی جان کا خطرہ ہو۔

اس نے اپنے خاوند سے وعدہ کیا۔ کہ وہ اپنے بیٹے کو اس ارادہ سے روک دے گی۔

اس لڑکے کی ماں نے راستہ کی سختیاں بیان کیں اور کہا۔ "بڑی عمر کے تجربہ کاروں سے تو یہ تکلیفیں اٹھائی نہیں جاتیں۔ بھلا تو کس طرح برداشت کر سکے گا۔ تم کو تو تکلیف بعد میں ہو گی۔ تمہاری تکلیف

سے	میں	پہلے ہی مر	جاؤں گی۔"
اس	لائق	لڑکے	نے اس وقت تو اپنی
ماں	کا حکم	مان لیا۔ مگر	تھوڑے ہی دن بعد کہا۔
"امّاں	جان! اسی	زندگی	کا بھروسہ کیا ہے
اگر	یہ	تھوڑا سا	وقت اپنے پیدا کرنے پالنے
اور	زندہ	رکھنے	والے خدا کی یاد میں صرف
نہ	ہو تو	دنیا میں	پیدا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔
وہ	ہی	خوش	قسمت ہے امّاں جان! جس
نے	نیک	کاموں	کا بہت بڑا توشہ اپنے اس
آخری	سفر	کے	لئے ساتھ لیا ہو۔ صرف وہ ہی
اپنے	مالک	کے	پاس خدا کے راستہ سے بے کھٹکے
جاتا	ہے	اور	موت سے نہیں ڈرتا۔ امّاں جان!
میرے	ابا	جان	صبح حج کے لئے جا رہے ہیں
ایسا	وقت	پھر	مشکل سے ہی آئے گا۔ کیا ہی
اچھا ہو	اگر	آپ	بھی اُن کے ہمراہ تشریف لے
جائیں۔	—	امّاں جان!	اگر سفر میں جان کا خطرہ
ہے تو	اس	سے	اچھی موت اور کیا ہو سکتی ہے

Digitized by khalafat Library Rabwah

کہ ہم خدا کے راستے میں جان دے دیں"۔

یہ پیاری پیاری، میٹھی میٹھی اور نصیحت والی باتیں سن کر ماں بہت خوش ہوئی اور اس نے ارادہ کر لیا کہ صبح کو ضرور جانا چاہیئے۔

جب لڑکے کے والد کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی بھی تیار ہو گئی ہے تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا:۔

"بھئی واہ! بیٹے!! تم نے حج کو جانے کی خوب راہ نکالی۔ جب تمہاری ماں جا رہی ہے تو ظاہر ہے کہ نو سال کا کم عمر لڑکا گھر میں کیسے رہ سکتا ہے۔ خدا کرے تو مجھے اس خوفناک سفر میں کوئی صدمہ نہ دے۔"

آخر اس لائق لڑکے کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے اپنی کمر باندھی۔ ننھی سی تلوار اس نے کمر میں لٹکائی اور ایک کمان اور ترکش بھی لی۔

اس لڑکے کو اونٹ اور گھوڑے پر اتنی دور تک بیٹھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا لیکن اس نے اپنے دل کو خوب مضبوط کر لیا۔ اور ارادہ کیا کہ خواہ کوئی تکلیف بھی پہنچے۔ اف تک نہ کریگا

ایک دفعہ اونٹ پر سے گر پڑا۔ گو ریت میں گرا تھا مگر پھر بھی چوٹ بہت لگی۔ لیکن یہ گرتے ہی فوراً جھاڑ پونچھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور ذرا بھی یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ اسے چوٹ آئی ہے

یہ بہت دلکش سفر تھا۔ جب اونٹوں، خچروں، گھوڑوں کی قطاریں ساتھ چلتی تھیں۔ اور قافلے والے گاتے ہوئے جاتے تھے۔ یا چاؤش بازیاں کرتے ہوئے۔ نیزے پھراتے ہوئے۔ خچروں کو کدکاتے ہوئے چلتے تھے تو اس لائق لڑکے کا دل بہت خوش ہوتا تھا۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا کہ یہ لڑکا پنج گانہ نماز میں کسی وقت کی نماز قضا کرتا ہو۔

اس کی آواز نہایت پیاری۔ پاکیزہ اور گانے سے ملتی جلتی تھی۔ وہ قرآن بہت خوش اور دردانگیز لہجہ میں پڑھتا تھا۔

اس سفر میں اس کا والد فجر اور عشاء کی نماز کے بعد ایک ایک پارہ قرآن شریف کا اس سے پڑھواتا اس کا قرآن سننے کے لئے تمام قافلے والے جمع ہو جاتے اور اس لائق لڑکے کو حلقہ کر لیتے تھے۔ اس خوش آوازی نے اس لڑکے کا شہرہ سارے قافلے میں کر دیا ہر شخص اس کو اپنی آنکھوں پر بٹھاتا تھا۔

اس لڑکے کے علم کے شوق اور اس کی مستقل مزاجی نے اس کو علمی دنیا کا بہت بڑا آدمی بنا دیا۔

اس لائق لڑکے کا نام شیخ شرف الدین، مصلح لقب اور سعدی تخلص تھا۔ اس کے والد کا نام عبداللہ اور دادا کا نام شرف الدین تھا۔ یہی وہ لڑکا ہے۔ یہی وہ شیخ سعدی شیرازی ہے جو فارسی زبان کا بہت بڑا شاعر ہو گزرا ہے اور جس کی لکھی ہوئی "گلستان" اور "بوستان" بہت مشہور ہیں۔

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

بے وقوف کی دوستی

ایک دریا کے کنارے ایک چھوٹا سا باغ تھا اور اس باغ میں ایک چھوٹا سا مکان۔ اس باغ اور مکان کا مالک ایک بوڑھا آدمی تھا۔

یہ بوڑھا آدمی اپنے اس باغ والے خوبصورت مکان میں تنہائی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ کسی رشتہ دار سے ملتا نہ کسی دوست سے۔ ہر وقت کتاب اس کے ہاتھ میں رہتی۔ پڑھتا رہتا۔ رات دن پڑھتا اور جب کبھی پڑھتے پڑھتے اس کی طبیعت اُکتا جاتی۔ وہ دریا کے کنارے ہوا خوری کے لئے نکل جاتا۔

ایک دن وہ ہوا خوری سے واپس آرہا تھا کہ اس نے ایک بندر کا بچہ نیم مردہ حالت میں پڑا ہوا دیکھا۔ وہ اس کے پاس گیا۔ دیکھا۔ ابھی جان باقی ہے۔ مگر ہے مرنے کے قریب۔

وہ اس بندر کے بچے کو اٹھا لیا اور گھر لا کر اس کی اس کی تیمارداری شروع کی۔ خدا کی قدرت تھوڑی دیر بعد بندر کے بچے نے آنکھیں کھول دیں اور اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے آپ کو اس نئی جگہ میں دیکھ کر گھبرایا۔

اس بوڑھے آدمی نے ایک رسّی لی ایک سرا اُس کے گلے میں باندھ دیا اور دوسرا دیوار سے لگی ہوئی ایک کھونٹی سے۔

بوڑھا آدمی اسی بندر کے بچے کو کھانے پینے کی چیزیں دیتا۔ اور ہوا خوری کے وقت اس کو ساتھ لے جاتا تھا۔

اس بندر کو بڑے میاں کے پاس رہتے عرصہ ہو گیا تھا۔ اب کبھی کبھی وہ اس کی رسی بھی اتار دیتا۔ مگر وہ بھاگ کر اس بڑے میاں کے پاس سے نہ جاتا تھا۔

آہستہ آہستہ اس بندر نے اس بڑے میاں کی خدمت کرنا بھی اپنا فرض قرار دے لیا اور اس بوڑھے آدمی کے کئی ایک کام کرنے شروع کئے۔ باغ کی حفاظت کرتا۔ پرندوں کو پھل کھانے سے روکتا۔ چوپایوں کو باغ کی حدود میں

نہ آنے دیتا۔ بڑے میاں کے کھانے کے لئے پھل توڑ لاتا۔ آرائش کے لئے پھول جمع کرتا۔ بڑے میاں اگر دیر تک سوتے رہتے تو ان کو جگا دیتا۔ کبھی کبھی بڑے میاں کو گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اُٹھنے اور کوئی چیز اٹھا کر لانے کی تکلیف سے بچا لیتا۔ اور جس چیز کی ضرورت ہوتی خود ہی اٹھا کر انھیں لا دیتا تھا۔ بڑے میاں دریا کی سیر ہوا خوری

Digitized by khalafat Library Rabwah

اور نہانے کو جاتے تو یہ ضروری چیزیں اٹھالیتا اور بڑے میاں کے آگے آگے وہ چیزیں اٹھائے دوڑا ہوا جاتا تھا۔ بڑے میاں بندر سے خوش تھے۔ اس کو ایک اچھا دوست خیال کرتے اور اس کی دوستی پر فخر کرتے تھے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ گرمیوں کے دن تھے۔ بڑے میاں دوپہر کے وقت اپنی چارپائی پر سوئے ہوئے تھے اور بندر ان کی چارپائی کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ مکھیاں اڑ اڑ کر بڑے میاں کے ہاتھ پر کبھی چہرے پر، کبھی پیشانی پر، کبھی بازو پر بیٹھ کر اس کو ستا رہی تھیں۔ بندر یہ دیکھ کر ان کو اڑانے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر ایک مکھی خدا معلوم اس کے دل میں کیا سمائی کہ بندر کی ہزار کوشش کے باوجود اس کی پیشانی سے نہ اڑی۔ بندر اس کو اڑانے کی کوشش کرتے کرتے اکتا گیا۔ غصہ سے بھرا ہوا باہر گیا اور باہر سے ایک بڑا سا پتھر اٹھا لایا۔ اور اس زور سے اس مکھی پر جو بڑے میاں کی پیشانی پر بیٹھی تھی۔ دے مارا۔ کہ مکھی اس پتھر کی تاب نہ لاکر کچل کر مر گئی۔ مگر اپنے ساتھ اس بوڑھے کو بھی لے مری جس کے چہرے پر بیٹھی ہوئی تھی۔

بڑے میاں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور تھے اور پتھر کے اس اچانک حملے سے بچ نہ سکے، جس نے اس کی پیشانی پر گر کر اس کا سر چکنا چور کر دیا تھا۔

بڑے میاں نے لمبے لمبے دو تین سانس لئے اور بندر کی طرف غصہ سے دیکھتے اور یہ کہتے ہوئے اپنی جان دے دی۔

"بے وقوف سے دوستی کا یہی انجام ہوتا ہے جو میرا ہوا۔"

○ خدا ہی سے مانگ! ●

ایک فقیر بھیک مانگنے کے لئے ایک بادشاہ کے پاس گیا۔ بادشاہ اس وقت نماز ادا کرتے ہوئے گڑگڑا کر دعا کر رہا تھا۔

فقیر نے بادشاہ کو اس حالت میں دیکھا تو اس کے دل میں خیال آیا۔

بھی اُسی سے مانگوں جس سے یہ مانگتا ہے۔"

اور اس کے بعد اس نے خدا کے سوا کسی دوسرے سے مانگنا ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا

(جناب سلطان احمد راجوری)

○

فارغ اوقات میں "تشحیذ الاذہان" پڑھیئے!

Digitized by khalafat Library Rabwah

"ایک مجلس میں بایزید رح وعظ فرما رہے تھے وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا۔ ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اس کو آپ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل کو لے لیا۔ کیونکہ وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوتے ہیں۔ تلک الایام نداولھا بین الناس (پارہ ۴) سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے۔ کہاں سے ایسا صاحب خوارق آگیا کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے۔ یہ باتیں حضرت بایزید رح پر ظاہر کیں تو انہوں نے قصہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفّا چیز ہوں لیکن نیچے ہوں اس کا باعث کیا ہے؟

تیل نے کہا کہ جس قدر مصیبتیں میں نے کھینچی ہیں تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا۔ زمین میں مخفی رہا۔ خاکسار ہوا پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولہو میں پیسا گیا۔ پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی میں بلندی حاصل نہ کرتا۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل ص ۲۵، ۲۶)

(امۃ الشفیق قیصر بیت محترم صفدر علی صاحب کنری (سندھ)

○

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے کہ ایک بادشاہ کے دربار میں صفائی کرنے کے لئے ایک خاکروب آیا کرتا تھا اس خاکروب اور خاکروبہ نے سُوَر پال رکھے تھے اتفاق سے سُوَر کا ایک بچہ مرگیا۔ پالے ہوئے جانور سے انسان کو بہت محبت ہو جاتی ہے چاہے وہ سُوَر ہی ہو یا کوئی اور جانور۔ ان کے لئے سُوَر کا بچہ ایسا ہی تھا جیسے ہمارے لئے گھوڑا یا کوئی اور جانور دربار کی صفائی کرتے ہوئے خاکروبہ کو سُوَر کے بچے

Digitized by khalafat Library Rabwah

کا خیال آگیا اور وہ دربار کی ایک دیوار کے ساتھ اپنا سر رکھ کر رونے لگ گئی۔ اتنے میں دربار کا ایک چپڑاسی آیا اور اس نے خاکروبہ کو روتے دیکھ کر یہ خیال کیا کہ خدانخواستہ اندر کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ مجھے پتہ نہیں لگا۔ اگر کسی نے مجھے دیکھ لیا کہ میں رو نہیں رہا تو مجھ پر بے وفائی کا شبہ کر لیا جائے گا۔ اس لئے وہ بھی رونے لگ گیا۔ پھر ایک چوبدار آیا۔ اس نے جو دیکھا کہ دونوں رو رہے ہیں تو سمجھا کہ ضرور کوئی واقعہ ہوا ہے۔ جس کا مجھے پتہ نہیں لگا۔ اگر کوئی شخص آگیا۔ اور اس نے دیکھ لیا کہ میں رو نہیں رہا تو وہ خیال کرے گا کہ مجھے بادشاہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خیال کر کے وہ بھی مصنوعی طور پر رونے لگ گیا۔ پھر کلرک آئے انہوں نے بھی ان لوگوں کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا پھر چھوٹے افسر آئے۔ درباری آئے۔ وزراء آئے انہوں نے خیال کیا کہ ہمارا تو کام تھا کہ ہم ہر وقت خبر رکھیں لیکن ہمیں اس حادثہ کا علم نہیں ہوا۔ ضرور کوئی بات ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ رو رہے ہیں۔ اگر ہم نہ روئے تو ہم پر بے وفائی کا شبہ کیا جائے گا۔ یہ خیال کر کے وہ بھی رونے لگ پڑے اور بڑے آدمیوں نے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے آنکھوں پر رومال رکھ کر رونا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک بڑا وزیر آیا۔ وہ کچھ عقلمند تھا۔ وہ رویا نہیں۔ اس نے پاس والے وزیر سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا۔ اسی سے پوچھو کیا بات ہے۔ جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا۔ مجھے تو علم نہیں میرے ساتھ والا وزیر رو رہا تھا۔ آخر بات خاکروبہ تک پہنچی۔ اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا کہ میرا سؤر کا بچہ مر گیا تھا مجھے یاد آگیا تو میں نے رونا شروع کر دیا۔"

(بحوالہ تفسیر کبیر۔ جلد پنجم۔ حصہ دوم صفحہ ۳۴۹)

(عبد السلام طارق۔ ربوہ)

○

ایک آدمی بہت گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اس کے پاس بیٹھے ہوئے اس کے دوست نے پوچھا۔

"یار تم اتنی دیر سے کیا سوچ رہے ہو؟"

اس کا دوست کہنے لگا:۔

"بات دراصل یہ ہے کہ جب میں میں سال کا تھا تو میرا بیٹا ایک سال کا تھا۔ یعنی میں اپنے بیٹے سے ۲۰ گنا بڑا تھا۔ جب میری عمر ۴۰ سال کی تھی تو میرا بیٹا ۱۰ سال کا تھا۔ اب میری عمر ۴۰ سال ہے اور میرے بیٹے کی عمر ۲۰ سال ہے۔ یعنی اب میں اس سے ۲ گنا زیادہ ہوں۔ اگر اسی رفتار سے میرا بیٹا بڑھتا گیا تو ایک دن وہ مجھ سے بڑا ہو جائے گا۔"

(شفیق احمد۔ واہ کینٹ)

○

مضمون نگار بچے

اپنے مضامین کاغذ کے ایک طرف حاشیہ چھوڑ کر قلم سے خوشخط لکھ کر بھیجا کریں۔ جوابی امور کے لئے پتہ لکھا ہوا لفافہ یا ۲۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ آنا لازمی ہے۔

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

ڈرامہ

غرور کا سر نیچا

کردار

• بادشاہ • بادشاہ کا مشیر • بوڑھی عورت

• غلام • معظم علی • لال خاں

پہلا منظر

(بادشاہ کا دربار سجا ہے۔ امراء و شرفاء حاضر خدمت ہیں۔ بادشاہ ایک عجیب متفکرانہ انداز میں تخت پر بیٹھا ہے)

مشیر: "حضور والا! محل سے باہر ایک بڑھیا پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس دربار میں باریابی کی امیدوار ہے۔"

بادشاہ: "پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس بڑھیا۔ اور دربار میں باریابی کی امیدوار.....؟" (قہقہہ لگاتا ہے) "نادر! کیا تمہیں میرے قوانین کا علم نہیں؟"

مشیر: "بے شک حضور والا! میں یہ جانتا ہوں کہ یہ بات عزت مآب کی شان کے منافی ہے کہ کوئی غریب شخص شہنشاہِ وقت سے بات کرے۔ لیکن ..... لیکن بڑھیا اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ وہ حضور کو ایک عظیم معاملہ سے آگاہ کرے گی....."

بادشاہ: "ہم کچھ نہیں سننا چاہتے۔ جاؤ اسے جا کر کہہ دو کہ تمہارے جسم کو چھونے والی ہوا بھی بادشاہ کے دربار میں نہیں آسکتی۔"

مشیر: "بہتر حضور!" (پردہ گرتا ہے)

دوسرا منظر

(مشیر بادشاہ کا پیغام ایک غلام کے ذریعہ باہر بھجوا دیتا ہے..... محل سے باہر ایک کمزور بڑھیا بڑی حسرت سے غلام کی طرف دیکھ رہی ہے (بیچاری وہ کوئی بدقسمتی کا پیغام لایا ہو)

غلام: "بوڑھی اماں! بادشاہ سلامت دربار میں تمہاری آمد کو پسند نہیں فرماتے۔ ان کا یہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

قانون ہے کہ کوئی غریب یا بیکس ان سے نہ صرف بات کرنے کی جرأت نہ کرے بلکہ ان کی نظروں کے سامنے بھی نہ ہو۔"

بوڑھی عورت: (نظریں نیچی کئے ہوئے) "ہاں تم شہنشاہ ہو۔ تمہاری وقعت تو اس سے بھی زیادہ ہے لیکن کاش تمہیں معلوم ہوتا کہ جو تمہارے عزیز اور پسندیدہ لوگ ہیں وہی تمہارے دشمن ہیں۔ کاش آج تم ایک بڑھیا کو پائے حقارت سے نہ ٹھکراتے تو..... تو تمہیں معلوم ہوتا کہ دنیا میں کیسے کیسے لوگ ہیں....."

غلام: "تم کیا کہہ رہی ہو بوڑھی اماں! تمہارا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔ اگر بادشاہ سلامت کو پتہ چل گیا تو وہ تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔"

بوڑھی عورت: "ایسا مت کہو! بادشاہ کا تکبّر ایکدن اس کے سامنے آئے گا۔ مغرور و متکبّر بادشاہ کی سزا کے سامان ہو چکے ہیں۔ یہ اُن کے لئے آخری موقع تھا۔ ایک دو دن میں بادشاہ کو معلوم ہو جائے گا کہ میری آمد اس کے لئے خوش نصیبی کا پیغام تھی یا اس کی بے عزتی و بے حرمتی کی تصویر....."

غلام: "اف بوڑھی ماں! تم تو یہ سیاست کی باتیں کر کے مجھے بھی بادشاہ کے ظلم کے چنگل میں پھنسا دو گی۔ تم یہاں سے فوراً چلی جاؤ۔ میں تو چلا....."

بوڑھی عورت: "ہاں تمہیں بھی چلے ہی جانا چاہیئے"

(پردہ گرتا ہے)

تیسرا منظر

(بادشاہ کا دربار۔ امراء و شرفاء حاضر ہیں)

بادشاہ: "نادر! جاؤ شہر کے عظیم تاجر معظّم علی سے کہہ دو کہ ہم نے تمہاری تنہائی میں ملاقات کی درخواست منظور کر لی ہے۔"

نادر: "بہتر حضور!"

.... (وقفہ)

معظّم علی: "بندہ حاضر خدمت ہے۔ معظّم علی اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔"

بادشاہ: "ہم تمہیں اندر آنے کی دعوت دیتے ہیں۔"

معظم علی: (اندر آتے ہوئے) "ذرّہ نوازی ہے حضور کی۔"

بادشاہ: "معظّم علی! ہم اپنی آرام گاہ میں تنہائی میں تم سے ملاقات کریں گے۔"

معظّم علی: "بہتر حضور!"

بادشاہ "دربار برخاست ہوتا ہے۔" (پردہ گرتا ہے)

چوتھا منظر

(بادشاہ کی آرام گاہ۔ قیمتی ساز و سامان سے مزیّن انتہائی دل کش اور پرسکون جگہ۔ بادشاہ اور معظّم علی (شہر کا امیر ترین آدمی) دونوں بیٹھے ہیں)

بادشاہ: "کہو معظّم علی کیا کہنا چاہتے ہو؟"

معظّم علی: "آج میں آپ سے کچھ کہوں گا نہیں بلکہ کچھ کروں گا۔" (معظّم علی تالی بجاتا ہے جس پر فوراً ایک گندے کپڑوں میں ملبوس آدمی کھڑکی سے کود کر اندر آتا ہے اور بادشاہ پر

Digitized by khalafat Library Rabwah

جھپٹ کر گرتا ہے۔ بادشاہ بے بس ہو کر گر پڑتا ہے)

معظم علی: "فوراً! جلدی کرو لال خان! بہت تھوڑا وقت ہے۔"

(آدمی بادشاہ کے منہ میں کپڑا ٹھونستا ہے۔ رسّی سے اس کی مُشکیں کس لیتا ہے اور جیب سے خنجر نکال کر بادشاہ کا بایاں ہاتھ کاٹ دیتا ہے اور پھر دونوں بھاگ جاتے ہیں)

پانچواں منظر

(بادشاہ لیٹا ہوا ہے۔ اس کے کٹے ہوئے ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ پاس ہی مشیر بیٹھا ہے)

مشیر: "شکر ہے خدا کا جس نے حضور کی جان بچا لی ورنہ ان ظالم غدّاروں کو ذرا سی مہلت اور ملتی تو نہ جانے اور کیا کر گزرتے؟"

بادشاہ "نادر! تم نے معظم علی کو قید تو کر ہی لیا ہوگا؟"

مشیر: "نہیں حضور والا! وہ کل ہی ملک چھوڑ چکا ہے اُسے پکڑنے کی بہت کوشش کی گئی مگر بے سُود"

بادشاہ: "اس کمینے انسان نے ہمارے ساتھ یہ گستاخی کرنے کی جرأت کیسے کی؟ ہم اس کے جسم کے ذرّہ ذرّہ سے بدلہ لیں گے۔"

مشیر: "بادشاہ سلامت! گستاخی معاف!! بندہ ایک بات عرض کرنا چاہتا ہے"

بادشاہ: "کہو!"

مشیر: "حضور کے نام معظم علی نے وطن چھوڑنے سے پہلے ایک خط بھیجا ہے۔"

بادشاہ: "ہوں! کیا لکھا ہے اس نے خط میں؟ ذرا پڑھ کر سناؤ!"

مشیر: "بہتر حضور! لکھا ہے:-

اے عظیم سلطنت کے مالک! میں آپ کو ہدیۂ سلام پیش کرتا ہوں۔ آپ کو زخمی کرنے کے بعد آج میں وطن چھوڑ رہا ہوں۔ میں آپ کو قتل بھی کروا سکتا تھا مگر تکبّر کی سزا یہ نہیں ہو سکتی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ابھی اسی دنیا میں رہ کر اپنی رعایا کے ساتھ محبّت کی زندگی بھی بسر کریں۔ جس شخص نے آپ کا ہاتھ کاٹا وہ اس بوڑھی عورت کا خاوند تھا جسے غریب جانتے ہوئے نفرت سے آپ نے ٹھکرا دیا تھا۔ نیز جس کے نوجوان بیٹے کو آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کا اشارہ کر کے سراسر ناجائز طور پر قتل کروا دیا تھا۔ بڑھیا اس معاملہ میں میرے اور لال خان کے خلاف تھی اور وہ ہماری اس سازش کو آپ کے کانوں تک پہنچا کر ناکام بنا دینا چاہتی

Digitized by khalafat Library Rabwah

نتھنی۔ آپ نے تکبّر اور غرور سے ظلم و ستم سے کام لیا۔ امید ہے آپ میری بات سمجھ گئے ہونگے براہ کرم میری اس گستاخی کو معاف کردیں

خیر اندیش۔ "معظم علی"

بادشاہ: "ہوں! تو یہ بات ہے۔"

مشیر: "حضور والا معظّم علی پر ہمیں یقیناً بھروسہ تھا وہ اسی قدر گستاخ اور غدّار ثابت ہوا۔"

بادشاہ: (کچھ وقفہ کے بعد) "کاش ہمیں ایسا گستاخ اور ایسا غدّار پہلے بھی ملا ہوتا۔ کاش وہ ہمیں پہلے ہی بتا دیتا کہ تکبّر کی سزا کیا ہے؟ غریبوں پر ظلم کا انجام کیا ہے؟ ہم نے اُسے معاف کردیا ہے۔ نادر علی!"

مشیر: "جی حضور!"

بادشاہ: "معظّم علی کو لکھو کہ وہ واپس ملک میں آجائے۔ ہم اُسے کچھ نہیں کہیں گے۔ اب ہمارا دربار غریبوں اور امیروں سب کے لئے یکساں ہے۔ ہم نے ایک سبق سیکھا ہے۔ تکبّر اور غرور سے باز رہنے کا سبق۔ غریبوں سے محبت کا سبق! اور ہمارا کیا ہوا ہاتھ ہمیں ہر وقت یہ سبق یاد دلاتا رہے گا۔۔۔"

مشیر: "بہتر جناب عالی!"

چوہدری نصر اللہ احمدی

سیالکوٹ شہر

○

نعت

ہم دل سے ہیں تم پر فدا — حضرت محمّد مصطفےٰ

اللہ کے پیارے ہو تم — خلقت کے تم ہو پیشوا

تم نے خدا کے حکم سے — ڈنکا بجا یا دین کا

پھیلا کے نورِ اسلام کا — جگ میں اُجالا کر دیا

ایمان کا انصاف کا — پیغام دُنیا کو دیا

دُنیا میں ہم کیا کچھ کریں — کیا ہے بھلا کیا ہے بُرا

اَوروں کا ہم پر حق ہے کیا — کیا حق ہے اپنی ذات کا

اور کیا ہے حق اللہ کا — یہ سب ہمیں سمجھا دیا

ہر بات میں سو خوبیاں — ہر قول حکمت سے بھرا

آؤ پڑھیں اُس نام پر

صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

(نام نہیں لکھا)

○

تشحیذ بچوں کی ذہنی نشوونما کا بہترین ذریعہ ہے۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

بیٹے کا عہد

حمید الشبیر۔ ربوہ

سلیم اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اس کی دو بہنیں تھیں۔ ایک فرزانہ جو اس سے تین سال بڑی تھی۔ اور دوسری شازیہ جو اس سے پانچ سال چھوٹی تھی۔ فرزانہ اس وقت پانچویں جماعت میں پڑھتی تھی اور سلیم دوسری جماعت میں۔ اس کے ابا فوج میں میجر تھے۔ ان کی تنخواہ سے پانچ افراد پر مشتمل اس گھرانے کا بہت اچھی طرح گزارا ہو رہا تھا۔ سلیم کے ابو جان اُس سے بے حد پیار کرتے تھے اور امی جان تو اس پر چھڑکتی تھیں۔ شام کو جب اس کے ابو دفتر سے واپس آتے تو اس کے لئے ضرور مٹھائی، پھل یا کوئی کھلونا لاتے اور وہ اپنے ابو سے لپٹ لپٹ کر کہتا

"ابو اچھے۔ ابو اچھے، شازیہ گندی"

پھر وہ دن بھر کی باتیں اور شازیہ سے کی ہوئی تمام لڑائیاں اپنے ابو کو نمک مرچ لگا کر بتاتا جو اس کے ابو بہت پیار اور محبت سے سنتے اور پھر اُس کا فیصلہ دیتے۔

قدرت کو شاید ان کی یہ خوشی منظور نہ تھی۔ اچانک حالات نے پلٹا کھایا اور ۱۹۶۵ء کی جنگ شروع ہو گئی۔ سلیم کے ابو کو واہگہ بارڈر پر اپنی پلاٹون کے ساتھ بلا لیا گیا۔ سلیم کے ابو نے تمام رقم زیورات، اور قیمتی اشیاء حفاظت کی غرض سے بنک میں رکھوا دیں۔ عام ضروریات کے لئے اس کی امی کو ایک ہزار روپیہ نقد دے گئے اور تاکید کر گئے کہ چیزیں ضرورت سے زیادہ مقدار میں خرید کر رکھ لیں نجانے کس وقت ضرورت آن پڑے اور وہ اپنے بیوی بچوں کے لئے اپنے گھر سے کچھ فاصلے پر ایک خندق کھلے میدان میں کھدوا گئے اور تاکید کی خطرے کا سائرن بجتے ہی تینوں بچوں کے ہمراہ خندق میں پہنچ جانا۔

جنگ شروع ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔ کہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

۱۳ ستمبر کی رات ایک ہولناک آفت لے کر آئی۔

سلیم کی امی تینوں بچوں کو اپنے پاس سلائے فکرمندی سے اُس کے ابّو کی حفاظت، اور سلامتی کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھی کہ اچانک رات کی خوفناک خاموشی کو خطرے کے سائرن کی اونچی اور نیچی ہوتی ہوئی آواز نے توڑا۔ سلیم کی امی نے جلدی سے فرزانہ اور سلیم کو جگایا اور شازیہ کو گلے سے لگایا۔ اندھیرے میں جوتا بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ بمشکل فرزانہ اور اس کی امی نے جوتا پہنا اور سلیم کا جوتا ہاتھ میں پکڑے اسے ننگے پاؤں گھسیٹتی ہوئی خندق میں جا بیٹھیں۔ جلدی سے تینوں بچوں کے اور اپنے منہ اور کانوں میں روئی ٹھونسی۔ تھوڑے میں دُور سے ایک جہاز کی گھوں گھوں کی آواز سنائی دی جو قریب ہوتے ہی گڑگڑاہٹ میں تبدیل ہو گئی۔ اس کی امی نے جلدی سے منہ نیچے کر کے دعائیں کرنا شروع کر دیں۔ سلیم اور فرزانہ بھی اپنی امی کو دیکھ کر دعا کرنے لگے۔ اچانک آتی زور سے ایک دھماکہ ہوا کہ در و دیوار ہل گئے۔ سلیم کے منہ سے روئی نکل جانے کی وجہ سے اس کی زبان دانتوں سے بُری طرح کٹ گئی۔ خندق کے باہر پڑی ہوئی مٹی اور پتھر ان کے سروں پر آ پڑے۔ فرزانہ کے سر ایک نوکیلا ٹکڑا لگنے کی وجہ سے زخمی ہو گیا۔ اف توبہ اتنی زور کا دھماکہ تھا کہ اگر کانوں میں روئی نہ ہوتی تو کانوں کا پردہ یقیناً پھٹ جاتا کافی دیر تک کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ باہر نکل کر دیکھے تو سہی کہ ہوا کیا؟ آخر خطرہ ٹلنے کا سائرن بجا اور پھر سب لوگ باہر آ گئے۔ سلیم کی امی یہی لاحول پڑھتی باہر آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ ان کا مکان تو موجود نہیں البتہ صرف ملبے کا ڈھیر ہے یہ دیکھ کر ایک آہ ان کے منہ سے نکلی اور وہ وہیں غش کھا کر گر پڑیں۔ فرزانہ نے شازیہ کو اٹھا لیا۔ کچھ محلّے کی عورتیں بھی جمع ہو گئیں۔ سلیم حیرت سے سب کا منہ تکنے لگا اور بڑی معصومیت سے کہا

"امّی یہاں کیوں سو رہی ہیں۔ چلیں گھر جا کر سوتے ہیں۔"

ان کے محلّے میں ایک عورت بہت ہمدرد تھی وہ بیوہ تھی اور بہت دولت مند بھی تھی۔ کافی بڑی کوٹھی میں رہتی تھی۔ اس کی ایک ہی بیٹی تھی جو شادی شدہ تھی اور کسی اور شہر میں رہتی تھی اس نے پیش کش کی کہ ابھی عارضی طور پر ہمارے گھر میں رہ لیں۔ جب کوئی اور انتظام ہو جائے تو چلے جائیے۔

سلیم کی امی اپنے مکان کے ملبے سے لپٹ لپٹ کر رونے لگیں۔ ان کو روتے دیکھ کر سخت سے سخت دل بھی کانپ اٹھتا تھا۔ جب دل کا بوجھ ذرا ہلکا ہوا تو اس عورت کے ساتھ اس کے گھر چلی گئیں اور اپنا وہ پیارا سا گھر جس کی ایک ایک اینٹ اتنے ارمانوں سے بنیاد پر رکھوائی گئی تھی۔ بھارتی غنڈوں کے ہاتھوں آن کی آن میں تباہ و برباد ہو گیا۔

سترہ دن کی یہ جنگ شروع ہو کر ختم بھی ہو گئی۔ لیکن سلیم کے ابّو کا کوئی خط نہ آیا۔ طرح طرح

Digitized by khalafat Library Rabwah

کے وسوسے ذہن میں میں آندھیاں برپا کر دیتے تھے۔ آخر ان سے رہا نہ گیا۔ اُن کے پلاٹون کے ایک ساتھی سے اُن کے متعلق دریافت کیا تو اُس نے یہ دلدوز خبر سنائی کہ وہ جنگ کے پندرھویں دن بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے اور ان کی لاش بھی نہیں مل سکی تھی اور ساتھ ہی انھوں نے بہت سے تسلی آمیز جملے کہے۔

یہ خبر سن کر پہلے تو بے ساختہ سلیم کی امّی کے مُنہ سے ایک چیخ نکلی اور پھر ان پر ہمیشہ کے لئے ہنسنا بولنا حرام ہو گیا۔ بعض دفعہ محلّے کی عورتیں اور خرزانہ انھیں تسلی دیتیں کہ:-

"غم نہ کریں۔ شہید تو زندہ ہوتا ہے۔"

تو وہ بچوں کی خوشی کے لئے خوش ہو جاتیں اور پھر غمگین ہو جاتیں۔ اب اسی ہمدرد عورت نے انھیں مستقل طور پر اپنے مکان میں رکھ لیا اور روکھے سوکھے سے دیئے اس کے لئے وہ وقتاً فوقتاً ضرورت کی دیگر چیزیں بھی انہیں دیتی رہتی تھیں۔

ابھی سلیم کی امّی کے پاس کافی رقم تھی۔ کچھ زیور پاس تھا اور باقی بینک میں بھی کافی قیمتی چیزیں پڑی تھیں۔ اس لئے فکرمندی کی کوئی بات نہ تھی۔ رفتہ رفتہ زمانہ گزرتا گیا۔ پیسے کنجوسی سے خرچ ہوتے گئے کچھ کپڑے بنائے۔ برتن خریدے اور اناج لے لیا۔ بچوں کو باقاعدگی سے سکول بھجواتی رہیں اب خرزانہ نے میٹرک پاس کر لیا تھا۔ اور سلیم ساتویں جماعت میں تھا۔ شمائلہ دوسری میں پڑھ رہی تھی۔ اب سلیم کی امی کو خرزانہ کی شادی کی فکر ہوئی۔ پہلے تو گھر کی حالت دیکھ کر کوئی تیار ہی نہ ہوتا تھا۔ پھر خدا کا شکر ہے کہ ایک متوسط طبقہ کے خاندان کا لڑکا جو کسی دفتر میں کلرک تھا مل گیا۔ رشتہ طے ہوا اور بات پکّی ہو گئی۔ سلیم کی امّی نے اپنی طاقت کے مطابق جہیز تیار کیا۔ اپنا ایک ہار اور چوڑیاں رکھ چھوڑیں اور کچھ زیور بیچ کر برتن اور کپڑے بنائے۔ کچھ رقم سے دو چارپائیاں چار کرسیاں اور دو لیٹرینیں بنوائیں۔ سمدرو خاتون نے بھی کانوں کے جھمکے بنوا دیئے اور دوسری ضرورتوں میں بھی لیت ہاتھ بٹایا۔ یہ تھا کل جہیز نازوں کی پلی خرزانہ کا۔

اب سلیم کی امّی کے پاس بہت تھوڑی رقم رہ گئی تھی۔ زمانہ آہستہ آہستہ گزرتا گیا۔ اور پورا ایک سال بیت گیا۔ باقی زیور اور پیسے بھی بالکل ختم ہو گئے۔ اس کی امی بہت فکرمند ہوئیں۔ اناج بھی ختم ہونے لگا اور ہفتہ بھر گزرنے کے بعد تو انھیں ایک دن کا فاقہ بھی کرنا پڑا۔ مگر انھوں نے کسی کو بھی محسوس نہ ہونے دیا۔ یہاں تک کہ اس ہمدرد عورت کو بھی خبر نہ ہونے دی اور خود کہیں کام کرنے یا کہیں سے قرض لینے کے متعلق سوچنے لگیں۔ لیکن سلیم کو اندازہ ہو گیا کہ گھر میں پیسے بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ وہ گھر سے نکلا اور سڑک کے کنارے ٹہلتا رہا اور کچھ سوچتا رہا آخر اس نے تہیہ کیا کہ خواہ کچھ بھی ہو میں امّی کو ہرگز مزدوری نہیں کرنے دوں گا۔ اور حتی الوسع انھیں قرض لینے کی بھی زحمت نہیں ہونے دوں گا۔ پھر اس نے سوچا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ میرا تعلیمی وظیفہ بھی

Digitized by khalafat Library Rabwah

ختم ہو گیا ہو گا۔ اس وقت سلیم نویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ "خواہ کسی ہوٹل میں برتن دھونے پڑیں ضرور کچھ نہ کچھ کماؤں گا۔" یہ سوچتا ہوا وہ سب سے پہلے ایک اخبار کے دفتر میں گیا اور ایک منیجر سے درخواست کی کہ "مجھے اخبار بیچنے پر ملازم رکھ لیجئے!" منیجر نے کچھ سوال کئے اور کہا کہ "شام ۴ بجے سے آٹھ بجے تک یہاں موجود رہا کرو۔ تنخواہ ایک سو روپیہ ہو گی۔"

وہ دفتر سے نکلا اور خوشی خوشی ماں کو یہ خبر سنانے گھر پہنچا اور بولا۔ "امی! اب میں صبح سے دو بجے تک سکول رہا کروں گا اور چار بجے سے آٹھ بجے تک تین محلوں میں شام کا اخبار اور رسالے تقسیم کروں گا۔ تنخواہ سو روپیہ ہو گی۔" ماں نے خوشی سے اس کی ہزاروں بلائیں لیں اور لاکھوں دعائیں دیں۔

دن گزرتے جاتے تھے یوں ہفتے مہینے اور ایک سال بھی بیت گیا۔ اب وہ دسویں جماعت میں پڑھتا تھا۔

ایک دن وہ اپنے ہی محلے میں اخبار تقسیم کر رہا تھا۔ جب وہ سیٹھ رشید کی کوٹھی پر پہنچا تو ان کی بیوی کہنے لگی۔ "تم میجر صاحب کے بیٹے ہو نا! کون سی جماعت میں پڑھتے ہو؟"

"دسویں میں۔" سلیم نے جواب دیا۔

وہ کہنے لگی "میرا ایک بیٹا چوتھی جماعت میں پڑھتا ہے اسے ٹیوشن پڑھا جایا کرو گے؟"

سلیم نے خوشی منظور کر لیا اور گھر جا کر ماں سے لپٹ کر سب کچھ بتانے لگا۔ کہ اب سے میں صبح سے ۲ بجے تک سکول میں رہا کروں گا۔ دو سے تین بجے تک گھر پر ہا کروں گا۔ تین بجے سے چار بجے تک سیٹھ صاحب کے لڑکے کو ٹیوشن پڑھاؤں گا۔ پھر چار بجے سے آٹھ بجے تک اخبار تقسیم کروں گا۔"

وہ رات کو نو بجے سے بارہ بجے تک گھر میں سکول کا کام بھی کرتا اور اپنی ذہانت کے بل بوتے پر ہر سال کلاس میں اوّل آتا۔ پھر جب اس نے ایف ایس سی کا امتحان دیا تو اسے دوسری پوزیشن ملی۔ اخبار میں اس کا انٹرویو چھپا اور لوگوں نے اس کی بہت تعریف کی۔ میٹرک کے وظیفہ کے بعد جب وہ ایف ایس سی میں نمایاں طور پر کامیاب ہوا تو تمام پروفیسروں نے بھی اسے تعریفی نگاہ سے دیکھا اور وقت کے ساتھ ساتھ جب اس نے ایم بی بی ایس میں داخلہ لیا تو حکومت نے اس کے تمام اخراجات اپنے ذمہ لے لئے لیکن پھر بھی وہ اپنی امی اور شازیہ کے لئے اخبار بیچتا رہا۔ وہاں اس کی تنخواہ ۱۲۰ روپے ہو گئی تھی۔

تعلیم میں مصروف ہونے کی وجہ سے اس نے سیٹھ صاحب کے لڑکے احمد کو ٹیوشن پڑھانا بند کر دی۔ پھر جب وہ ڈاکٹر بن گیا تو پریکٹس کرنے کے بعد وہ ۱۱۰۰ روپے ماہوار تنخواہ پر ملازم ہو گیا۔

سلیم نے اپنی چھوٹی سی عمر میں جو عہد کیا تھا۔ اُسے اس نے ایک سعید و ہونہار بیٹے کی طرح پورا کیا۔ اور اپنی تعلیم کے دوران بھی اپنی امی کو پیسے کما کر دیتا رہا۔ اب وہ ایک معقول تنخواہ لینے لگا تھا۔ اور گھر کے حالات بہتر سے بہتر ہوتے چلے گئے۔ اور اب بھی وہ اپنی محنت اور کوشش سے آسودہ زندگی گزارنے لگے۔

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

محفل تشحیذ

رسالہ تشحیذ ہر لحاظ سے بہترین ہوتا ہے۔ آپ نے فروری کے شمارہ سے جن دو نئے سلسلوں کا آغاز کیا ہے وہ بہت اچھے ہیں نیز قرآنی اسباق کا سلسلہ تو خاص تعریف کا مستحق ہے۔

آپ نے صفحہ ۳۰ پر "دنیا کے ریڈیو سے اردو پروگرام" کے عنوان سے جو معلومات شائع کی ہیں۔ اس میں کچھ غلطیاں ہیں۔ مثلاً "وائس آف امریکہ سے صبح سات بجے اور شام ۱۰ بجے اردو پروگرام نشر کئے جاتے ہیں، اور ماسکو سے ۶ بجے، ۸ بجے اور ۹½ بجے اردو پروگرام نشر ہوتا ہے۔ ریڈیو ڈوئچے ویلے کولون جرمنی سے ۹ بجے کر ۱۰ منٹ پر پروگرام نشر ہوتا ہے۔

(محمود احمد۔ ڈیرہ غازی خان)

ماہ جنوری کا رسالہ ملا۔ پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی جس میں بہت اچھے مضامین تھے۔ آپنے ہماری دلی خواہش کے مطابق تشحیذ مذکورہ رسالہ میں سوالات جواب کا پروگرام جاری فرمایا۔ جس کا بہت بہت شکریہ۔ جس کی آپ کو مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ کہ آپ نے بہت سے اطفال لجنات کی یہ بھی خواہش پوری کی۔ امید ہے کہ یہ پروگرام جاری رکھیں گے۔

(چوہدری عبدالحمید جاوید۔ ٹنڈو غلام علی)

رسالہ تشحیذ میں جو آپ نے ایک نیا سلسلہ مضامین شروع کیا ہے کہ قرآن کریم کی آیات کی تشریح آسان زبان میں ہمارے لئے۔ یہ بھائی جان آپ نے بہت اچھا کیا جس کی وجہ سے ہمارے ہزاروں احمدی بھائی بہن کے لئے ترجمہ پڑھنا آسان ہو جائے گا جس سے ہم سب کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ فقط

(زاہدہ رعنا)

پرچہ اتنا دلچسپ ہے کہ انفرادی تعریف مشکل ہے۔ نکھے ادیب میں "بادشاہ اور مسخرا" پڑھ کر ہم سب ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئے۔ اگر اداریہ اور انعامی مقابلے رسالہ کی شرگ ہیں تو خبرنامہ تشحیذ اور "ناصرات کے صفحات" ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ خدا کرے کہ تشحیذ یونہی ترقی کی منازل طے کرتا رہے۔

(قدسیہ نور قدسی۔ حجرہ شاہ مقیم)

تشحیذ میں سوالات کا سلسلہ شروع کر کے آپ نے بہت اچھا کیا۔ اس سے ہم سب کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

(سیدہ امۃ القیوم۔ گولیکی۔)

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

ہندسوں کا کھیل

آؤ بچو! تمہیں ایک دلچسپ کھیل سکھائیں۔ جس سے تمہارا علم بڑھے گا۔ تو تم ایک سے لے کر ۹ تک اسی طرح گنتی لکھو اور اس کو ۵ سے ضرب دو:۔

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۹
۴ ۵
۶۱۷۲۸۳۹۵
۴۹۳۸۲۷۱۶
۵۵۵۵۵۵۵۵۵

تو ۵ کا ہندسہ لکھنے کی مشق اچھی طرح ہو گئی؟ آؤ اب ۲ کے ہندسے کی مشق کریں۔ پہلے کی طرح ایک سے لے کر ۹ تک گنتی لکھو اور اس میں ۸ کا ہندسہ نہ ہو۔ اب اس کو ۱۸ سے ضرب دو:۔

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۹
۱ ۸
۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۹
۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲

دیکھو بچو! کتنا دلچسپ اور معلوماتی کھیل ہے؟ آؤ اب ہم آپ کو اس کھیل کا طریقہ بھی بتا دیں۔

طریقہ یہ ہے کہ جس ہندسے کی مشق کرنی ہو اس کو ۹ سے ضرب دو۔ مثلاً ۷ کی مشق کرنی ہے۔ ۹ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۹ × ۷ = ۶۳

اب ایک سے لے کر ۹ تک ہندسہ لکھو۔ اس طرح کہ اس میں ۸ کا ہندسہ نہ ہو۔ پھر ان سب کو ضرب دو جیسے:۔

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۹
۶ ۳
۳۷۰۳۷۰۳۷
۷۴۰۷۴۰۷۴
۷ ۷ ۷ ۷ ۷ ۷ ۷ ۷ ۷

اب خود بھی کھیلو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔

(سیدہ درثمین۔ کراچی)

○

ذرا غور سے پڑھیے!

- یہ گا A بہت دودھ دیتی ہے
- بلے B نے سکول کا کام کر لیا ہے۔
- میرے پاس بہت C کتابیں ہیں۔
- یہ سنگر سلائی E مشین ہے۔
- میری باجی مجھ سے بہت پیار کرتی ہے
- باجی نصیرہ لاہور سے I
- السلام علیکم K لیعنی عرفی ہے۔
- نا O بھور میں پھنس گئی۔
- اس نے چائے P لی ہے
- بال T پانی سے بھری ہوئی ہے۔
- یہ حل Y بہت اچھا آدمی ہے۔

○